قابل رپورٹ

بعدالت عظمیٰ ہندوستان

بااختیارات اپیلیٹ فوجداری

فوجداری اپیل نمبر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سال 2022

غلام حسن بیگ   سائلان

بنام

محمد مقبول ماگرے ودیگراں   جواب دہندگاں

فیصلہ

ج۔بی۔پردیوالا، جج:

1. اجازت منظور کی گئی۔

2. یہ اپیل اصل شکایت کنندہ (متوفی کے شوہر) کی درخواست پر حکم محررہ 26.11.2020 جو کہ جموں وکشمیر ہائی کورٹ سری نگر میں 2020 کے سی ایم (ایم) نمبر 99 میں دیے گئے حکم کے خلاف دائر کی گئی ہے۔ جس کے ذریعہ ہائی کورٹ ڈیجیٹل دستخط کی تصدیق نہیں ہوئی دستخط بذریعہ دیپک سنگھ محررہ 2022-07-26 بوقت IST 15:32;45 پر سائل کی طرف سے دائر نظرثانی کی درخواست کو مسترد کر دیا تھا۔ اس طرح ایڈیشنل سیشن جج، سوپور (ٹرائل کورٹ) کے ذریعہ جاری کردہ حکم کی توثیق کرتے ہوئے اصل ملزمین (جواب دہندگان نمبر 1 سے 7 تک) کو تعزیرات ہند کی دفعہ 302 (مختصر طور پر، 'IPC') کے تحت قابل سزا قتل کے جرم سے بری کر دیا گیا۔ توثیق کے بعد ٹرائل کورٹ نے ملزمان کے خلاف مجرمانہ قتل کے جرم کے لیے فردِ جرم عائد کرنے کے لیے کارروائی کی جو آئی پی سی کی دفعہ 304 کے تحت قابل سزا ہے۔

حقیقتی میٹرکس

3. ابتدائی اطلاعی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ (ایف آئی آر) نمبر 26/20 محررہ 22.03.2020 کو سائل کے ذریعہ ڈنگی واچہ میں واقع پولیس اسٹیشن میں اس منحوس دن پر درج کرایا گیا تھا۔ ملزمان نے ایک غیر قانونی مجمعٔ جمع کر کے سائل کی رہائشی جائیداد میں گھس کر سائل اور اس کے اہل خانہ افراد پر حملہ کیا۔ یہ پراسیکیوشن کا دعویٰ ہے تمام ملزمان نے

سائل کی رہائشی املاک میں گھس کر ٹین کی چاردیواری کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا۔ جب سائل نے ملزمین کو مزید نقصان پہنچانے سے روکنے کی کوشش کی تو ان سب نے سائل کو مکھے، گھونسوں سے مارنا شروع کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ ملزمین میں سے ایک نے سائل کو لکڑی کے ڈنڈے سے مارا تھا۔ سائل کی بیوی اور اس کی بہو یعنی ۔ روبینہ رمضان سائل کے بچاؤ کے لیے آئیں۔ ملزمان پر الزام ہے کہ انہوں نے متوفی (سائل کی بیوی) اور بہو دونوں کو پکڑ کر مارا پیٹا جس سے وہ زخمی ہو گئے۔ مزید الزام لگایا گیا ہے کہ خاندان کی دو خواتین کو ملزمان افراد نے گھسیٹا جس کے نتیجے میں مقتولہ کے کپڑے پھٹ گئے جس سے اس کی عصمت مجروح ہوئی۔

4. مذکورہ واقعہ کے سلسلے میں، سائل ڈنگیو چہ کے پولیس اسٹیشن گیا اور ایف آئی آر درج کرائی۔ ابتدائی طور پر ایف آئی آر، آئی پی سی کی دفعہ 147، 354، 323 اور 451 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے درج کی گئی تھی۔ متوفی (سائل کی بیوی) کو ہسپتال منتقل کرنا پڑا کیونکہ اس کے جسم پر زخم آئے تھے۔ متوفی کو اسپتال لایا گیا تو ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر نے اسے مردہ قرار دے دیا۔ ایسے حالات میں ایف آئی آر میں آئی پی سی کی دفعہ 302 کا اضافہ کیا گیا۔ مقتول کی لاش کا پوسٹ مارٹم کر دیا گیا۔ واقعے کے مختلف عینی شاہدین کے بیانات قلمبند کیے گئے۔ مختلف پنچنامے تیار کیگئے۔ تفتیش کے آخر میں، پولیس نے ملزمان کے خلاف قتل کے جرم کے ساتھ دیگر جرائم کے لیے چارج شیٹ پیش کی جیسا کہ اوپر درج کیا گیا ہے۔

5. پوسٹ مارٹم میں متوفی کی موت کی وجہ "کارڈیو ریسپیٹری فیلیر" بتائی گئی۔ ویسیرا میں کوئی زہر نہیں پایا گیا۔

6. ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ٹرائل کورٹ نے الزامات پر اسیکیوشن کے ساتھ ساتھ دفاع کو بھی سنا۔ بالآخر، ٹرائل کورٹ نے آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا قتل کے جرم سے ملزمان کو بری کرنا مناسب سمجھا اور آئی پی سی کی دفعہ 304 کے تحت قابل سزا مجرمانہ قتل کے جرم میں ملزمان کے خلاف فرد جرم عائد کر کے کارروائی کو آگے بڑھایا۔

7. سائل نے ٹرائل کورٹ کے ملزم افراد کو قتل کے جرم سے اس طرح بری کرنے کے فیصلے سے نامتفق ہو کر ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست دائر کر کے حکم نامہ کی قانونی حیثیت اور جواز کو چیلنج کیا۔ ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کی طرف سے قتل کے جرم کے ملزمان کو بری کرنے کے حکم کی توثیق کرنا مناسب سمجھا۔

8. مذکورہ بالا حالات میں، سائل اس عدالت کے سامنے موجودہ اپیل لے کر آیا ہے۔ تجزیہ

9. فریقین کی طرف سے پیش ہونے والے قابل وکیل کو سننے اور ریکارڈ پر موجود مواد کو دیکھنے کے بعد، ہمارے لیے صرف ایک ہی سوال قابل غور ہے: کیا ہائی کورٹ کا ٹرائل کورٹ کے ذریعے ملزموں کو قتل کے جُرم سے بری کرنے کے حکم کی توثیق کرنے کا جواز تھا؟

10. اس مرحلے پر، ہم ٹرائل کورٹ اور ہائی کورٹ کی طرف سے قتل کے جرم کے ملزمان کو بری کرنے کی وجوہات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔

11. ٹرائل کورٹ نے اپنے حکم نامہ محررہ 23.10.2020 میں بالترتیب پیراگراف 29 اور 30 میں مشاہدہ کیا: "29۔ پراسیکیوشن کے شواہد، پراسیکیوشن کے گواہوں کے بیانات اور متوفی کے مرنے سے پہلے کے بیانات کو سکین کرتے ہوئے جنہوں نے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ ملزمان سائل کے احاطے میں داخل ہوئے اور سائل کو کسی شے سے مارا جس کے نتیجے میں سائل زخمی ہو گئے اور ملزمان نے سائل کی بیوی اور بہو کی عصمت کو مجروع کیا۔ دفعہ 161 Cr.PC کے تحت متوفی کے بیان پر غور کرتے ہوئے، جو مبینہ طور پر جرم کے بعد فوری طور پر ریکارڈ کیا گیا تھا، متوفی نے بتایا ہے کہ ملزمان احاطے میں داخل ہوئے اور اس کے شوہر پر حملہ کیا اور کسی شے سے مارا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گیا جب کہ اس نے اور اس کی بہو نے مداخلت کرنے کی کوشش کی جس پر ملزمان نے انہیں بالوں سے پکڑ کر ہاتھوں سے مارنا شروع کر دیا۔ جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گئی اور اس کی عصمت مجروع ہو گئی۔ فائل پر موجود طبی رائے سے ظاہر ہوتا ہے کہ متوفی کے جسم کے کسی دوسرے حصے پر کوئی چوٹ نہیں تھی سوائے اوپری اور نچلے ہونٹوں پر اور چہرے پر خراش تھی۔ آیا ایسا فعل متوفی کی موت کا سبب بنا یا نہیں اس کا ریکارڈ میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ انجری میمو میں ظاہر ہونے والی چوٹ بھی ایسے کسی نتیجے کی عکاسی نہیں کرتی ہے جس سے مرنے والے کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ ایف ایس ایل سے موصول ہونے والی رپورٹ بھی ایسی کسی چوٹ کی عکاسی نہیں کرتی ہے جو متوفی کی موت کا باعث بن سکے۔ ان حالات میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آئی پی سی کی دفعہ 302 لاگو نہیں ہوتے اور مقدمہ ھذا آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت طے شدہ پیرامنٹس میں نہیں آتا ہے۔

30. مجموعہ تعزیرات انسانی قتل کی دو قسموں کو وضع کرتا ہے- i) قتل انسان مستلزم سزا جو IPC کی دفعہ 299 اور 304 سے متعلق ہیں اور۔ ii) غیر قتل انسان مستلزم سزا، جو IPC کی دفعہ 304-A سے متعلق ہے۔ قتل انسان مستلزم سزا کی دو قسمیں ہیں؛ الف) قتل انسان مستلزم سزا جو IPC کی دفعہ 300 اور 302 کے تحت قتل مانا جاتا ہے اور۔ ب) قتل انسان مستلزم سزا جو RPC کی دفعہ II۔304 کے تحت قتل کا مترادف نہ ہو، اس دفعہ کے تحت ان کو سزا دی جاتی ہے جو قتل انسان مستلزم سزا کے مترادف ہو۔ ملزم شخص جو سب جیل بارہمولہ میں بند ہے، نے ورچوئل موڑ میں کہا کہ وہ مجرم نہیں ہے اور کہا کہ اُس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ چارج شیٹ کی نقل سپرانٹنڈنٹ سب جیل بارہمولہ کو ملزمین کے دستخط حاصل کرنے کیلئے بھیجی گئی جو اس کی تصدیق کے بعد چارج سیٹ کو اس عدالت میں بھیجے گے۔ اگلی سُنوائی کی تاریخ 04-11-20 پر پراسیکیوشن ثبوت پیش کرے گا۔ (تاکید شدہ)

12. ہائی کورٹ نے ٹرائل کورٹ کے ذریعے دیے گئے مذکورہ حکم نامہ کی توثیق کرتے ہوئے، جیسا درج ذیل میں درج ہے:9"۔ٹرائل کورٹ کے ذریعے دیے گئے حکم نامہ کا جائزہ لینے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ٹرائل کورٹ نے عینی شاہدین بشمول زخمی گواہوں کے بیانات اور مقتول کے بیان پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ IPC کی دفعہ 302 کے تحت جرم رضا کارانہ میں کم پائی جاتی ہے۔متوفی کی چوٹ کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محررہ 22.03.2020 کی سہ پہر 3.15 بجے اس کا معائنہ کیا گیا اور اوپری اور نچلے ہونٹوں سے ہلکا سا خون بہنے کے علاوہ مقتولہ عائشہ بیگم کے جسم کے کسی بھی حصے پر کوئی زخم نہیں تھا اور اس وقت اُسے دل کا دورہ نہیں پڑا تھا۔پوسٹ مارٹم رپورٹ میں متعلقہ میڈیکل آفیسر نے عائشہ بیگم کی موت کے حوالے سے رائے دی ہے کہ متوفی کی موت پڑوسیوں کے ساتھ مبینہ جھگڑے کی وجہ سے دل کا دورہ پڑنے سے ہوئی۔ یہاں تک کہ متوفی عائشہ بیگم نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 تا 7، ان کے احاطے میں داخل ہوئے اور ان کے شوہر (سائل) کو زدوکوب کیا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گئے اور جب اس نے اور اس کی بہو نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو اُن کو بھی پکڑ کر مارنا پیٹنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گئی اور اس کی عصمت مجروع ہو گئی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں موت کی وجہ دل کا دورہ پڑنے سے بتائی گئی ہے نہ کہ متوفی کی موت اس کے لگنے والے زخم کے نتیجے میں ہوئی۔ واضح رہے کہ متوفی کا معائنہ محررہ 22.03.2020 کو سہ پہر 3.15 بجے میڈیکل آفیسر کے ذریعے کیا گیا تھا۔ اسے سائل کی طرف سے ریکارڈ میں رکھے گئے فوتی نامہ کے مطابق متوفی کو محرہ 23-03-2020 صبح 1:37 بجے پر پہلے سے مردہ قرار دیا گیا تھا۔ٹرائل کورٹ بجا طور پر اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مدعا علیہ نمبر 1 سے 7 کے خلاف IPC کی دفعہ 302 کے تحت کوئی جرم نہیں بنتا ہے۔سائل کے اس دعوے میں کوئی حقیقت نہیں ہے کہ ٹرائل کورٹ نے شواہد کا تنقیدی جائزہ لیا ہے لیکن ٹرائل کورٹ نے محض ٹھوس حقائق کا جائزہ لیا ہے تا کہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کیا نجی جواب دہندگان پر IPC کی دفعہ 302 کے تحت جرم عائد کرنے کے لیے کافی مواد موجود ہے یا نہیں اور ٹرائل کورٹ کا فیصلہ ہی واحد فیصلہ ہے جو پراسیکیوشن کے ذریعہ ریکارڈ پر لائے گئے مواد سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔(زور دیا گیا)

13. اب ہم ان انفرادی حکم ناموں کا جائزہ لیں گے جو ٹرائل کورٹ نے ملزمان کے خلاف فرد جرم عائد کئے تھے۔ایسا ہی ایک حکمنامہ جو فردِ جُرم عائد کرتے ہوئے درج ذیل پڑھتا ہے:"مدثر احمد ماگری آپ پر الزام عائد کیا جاتا ہے کہ آپ نے محررہ 22.03.2020 کو دیگر ملزمان کے ساتھ مل کر سائل کے گھر کے صحن میں گھس کر ٹین کی چار دیواری کو اُکھاڑنا شروع کر دیا۔ جب سائل نے آپ اور دیگر ملزمان سے کسی قسم کا نقصان نہ کرنے کو کہا تو آپ سب نے سائل پر ہتھیار سے حملہ کرنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں سائل زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ آپ نے سائل کی بیوی کو بھی زخمی کیا اور اس کی عصمت

کو مجروح کیا۔ سائل کی بیوی محررہ 22/23.03.2020 کی آدھی رات کو فوت ہوگئی۔ لہذا، آپ پر آئی پی سی کی دفعہ 451، 323، 324 اور 304 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے مقدمہ چلایا جائے۔"

14. اب ہم مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973 (مختصر طور پر، 'سی آر پی سی') کی دفعہ 161 کے تحت محررہ 23.03.2020 پر درج کردہ چشم دید گواہوں میں سے ایک کے پولیس بیان پر غور کریں گے۔ دیگر تمام چشم دید گواہوں کے بیانات ایک ہی بنیاد پر ہیں۔ بیان اس طرح لکھا ہے: ولی محمد شیخ ولد غلام محی الدین شیخ ساکینہ یاربغ، عمر-59 سال، پیشہ-کسان Cr.PC کی دفعہ 161 کے تحت محررہ 23-03-2020 میں یاربغ کا رہائشی ہوں اور پیشے کے لحاظ سے ایک کسان ہوں۔ 22-03-2020 کو میں نماز پڑھنے گیا اور مسجد سے اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ ملزم افراد یعنی 1۔محمد مقبول ماگری ولد محمد شبان ماگرے؛ 2۔ظہور احمد ماگرے ولد محمد شبان ماگرے؛ 3۔طاریق احمد ماگرے ولد محمد شبان ماگرے؛ 4۔مدثر احمد ماگرے ولد محمد شبانہ ماگرے؛ 5۔عبدالرشید بیگ ولد محمد بیگ؛ 6۔سہیل احمد بیگ ولد عبدالرشید بیگ؛ اور 7۔ناصر احمد بیگ ولد عبدالرشید بیگ ساکینہ یاربغ رافیع آباد، ایک غیر قانونی ہجوم میں پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے ساتھ، سائل کے رہائشی احاطے میں داخل ہوئے اور اس کی ٹین کی چار دیواری توڑنا شروع کر دی۔ سائل نے اس طرح کے عمل پر اعتراض کیا اور انہیں بتایا کہ مذکورہ ٹین کی چار دیواری باہمی طور پر تعمیر کی گئی تھی۔ یہ سن کر، تمام ملزمان اکٹھے ہوئے اور سائل کو پکڑ لیا اور اسے لاتوں اور گونسوں سے مارنا شروع کر دیا۔ مزید، انہوں نے سائل کو لکڑی کے ڈنڈے سے مارا جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہو گیا۔ سائل کی بیوی یعنی محترمہ آشیہ بیگم اور سائل کی بہو روبینہ رمضان سائل کو بچانے کے لیے آئیں۔ ملزموں نے انہیں بھی پکڑ لیا اور انہیں لاتوں اور گونسوں سے مارا پیٹا جس سے وہ دونوں زخمی ہو گئے۔ مذکورہ دو خواتینوں کو ملزم افراد نے گھسیٹا جس کی وجہ سے ان کی عصمت مجروع ہوگئی اور سائل کی بیوی کے پہنے ہوئے فرن کو بھی ملزم افراد نے پھاڑ دیا۔ اس کے بعد سائل نے اس واقعہ کی ڈانگیواچا پولیس اسٹیشن میں 10 بجے تحریری شکایت درج کرائیی۔ سائل کی بیویعنی محترمہ آشیہ بیگم جس کو ملزم افراد کی طرف سے مارا پیٹا اور زخمی کر دیا گیا نے شدید پیچیدگیوں کی شکایت کی اور انہیں طبی علاج کے لیے ہسپتال لے جایا گیا اور اُس نے راستے میں ہی دم توڑ دیا۔ درحقیقت، متوفی کی موت ملزموں کے حملے اور مار پیٹ اور ان سے دئے گئے زخموں کی وجہ سے ہوئی۔ آج ڈانگیواچا پولیس نے میرا بیان ریکارڈ کیا اور میں نے اس پر اپنے دستخط کیے۔ اس لئے میرا بیاں۔

قانونی نقطہ نظر۔

15۔CRPC کی دفعہ 226 جیوری کے خاتمے کی وجہ سے زبانی تبدیلیوں کے ساتھ پرانی دفعہ 286 کی ذیلی دفعہ (1)

سے مطابقت رکھتی ہے۔1898 کے ضابطے کی دفعہ 286 درج ذیل وضع کرتی ہے:286۔(1) جیوری کے ذریعے قابل سماعت مقدمے میں، جب ججوں کا انتخاب کیا گیا ہو یا کسی اور مقدمے میں، جب جج مقدمے کی سماعت کے لیے تیار ہو، تو پراسیکیوٹر تعزیرات ہند یا دیگر قانون سے الزام عائد کیے گئے جرم کی تفصیل پڑھ کر، اور مختصراً بیان کرتے ہوئے اپنا مقدمہ پیش کرے گا کہ وہ کس ثبوت کی بنیاد پر ملزم کے جرم کو ثابت کرنے کی توقع کرتا ہے۔

(2) پراسیکیوٹر پھر اپنے گواہوں سے پوچھ گچھ کرے گا۔1973 کے ضابطے کی دفعہ 226 اس طرح بیان کرتی ہے:

.226"پراسیکیوشن کے ذریعہ مقدمہ شروع کرنا۔جب ملزم دفعہ 209 کے تحت مقدمے کی تعمیل کرتے ہوئے جیل سے عدالت کے سامنے لایا جاتا ہے یا پیش ہوتا ہے، تو پراسیکیوٹر ملزم کے خلاف لائے گئے الزام کو بیان کرتے ہوئے اپنا مقدمہ شروع کرے گا اور یہ بتائے گا کہ وہ کس ثبوت کی بنیاد پر ملزم کے جرم کو ثابت کرنے کیلئے پیش کرتا ہے۔سی آر پی سی کی دفعہ 226 پراسیکیوشن کو مقدمے کے حوالے سے خلاصہ پیش کرنے کی اجازت دیتی ہے، جسے رفع دفع کرنا مشکل ہوسکتا ہے۔سی آر پی سی کی دفعہ 226 کے تحت اپنے حق پر اصرار نہ کرنے میں، پراسیکیوشن خود کا نقصان کرے گا۔اگر ملزم یہ دعوی کرتا ہے کہ سی آر پی سی کی دفعہ 226 کی عدم تعمیل کی وجہ سے اس کے خلاف کیس کی وضاحت نہیں کی گئی ہے، تو جواب یہ ہوگا کہ سی آر پی سی کی دفعہ 173 (2) رپورٹ میں اس کا منصفانہ انداز میں بیان دے گی، اور یہ کہ سی آر پی سی کی دفعہ 228 کے تحت الزامات کی تشکیل کا مرحلہ سی آر پی سی کی دفعہ 227 کے مرحلے کو عبور کرنے کے بعد پہنچتا ہے، جو پراسیکیوشن اور ملزم دونوں کو اپنے دلائل پیش کرنے کا مناسب موقع فراہم کرتا ہے۔

16۔سی آر پی سی کی دفعہ 227 اس طرح بیان کرتی ہے:

.227"خارج کرنا۔اگر، مقدمے کے ریکارڈ اور اس کے ساتھ پیش کردہ دستاویزات پر غور کرنے کے بعد، اور اس سلسلے میں ملزم اور پراسیکیوشن کی عرضیاں سننے کے بعد، جج یہ سمجھتا ہے کہ ملزم کے خلاف کارروائی کے لیے کافی بنیاد نہیں ہے، تو وہ ملزم کو فارغ کرے گا اور ایسا کرنے کیلئے اپنے وجوہات درج کرے گا۔"

17۔سی آر پی سی کی دفعہ 228 اس طرح پڑھتی ہے:

.228" جُرم کی تشکیل۔(1) اگر، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اس طرح کے غور وفکر اور سماعت کے بعد، جج کی رائے ہے کہ یہ قیاس کرنے کی بنیاد موجود ہے کہ ملزم نے کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کے بارے میں (ا) یہ محض سیشن عدالت کے ذریعے سماعت نہیں کی جاسکتی ہے، وہ ملزم کے خلاف الزام طے کرسکتا ہے اور، یا تو، مقدمہ کو چیف جوڈیشل مجسٹریٹ، یا کسی دوسرے فرسٹ کلاس جوڈیشل مجسٹریٹ کو سماعت کے لیے منتقل کرسکتا ہے اور ملزم کو چیف جوڈیشل

مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونے کی ہدایت دے سکتا ہے، یا جیسا بھی معاملہ ہو، فرسٹ کلاس جوڈیشل مجسٹریٹ، جس تاریخ کو جو وہ مناسب سمجھے، اور اس کے بعد ایسا مجسٹریٹ پولیس کی رپورٹ میں دیئے گئے وارنٹ مقدمہ کی سماعت کے ٹرائل کے طریقہ کار کے مطابق جرم کی سماعت کرے گا۔

(ب) اگر عدالت کے ذریعے خصوصی طور پر قابل سماعت ہو تو وہ ملزم کے خلاف تحریری طور پر الزام وضع کرے گا۔

(2) جہاں جج ذیلی دفعہ (1) کی شق (ب) کے تحت کوئی الزام طے کرتا ہے، الزام کو پڑھ کر ملزم کے سامنے وضاحت کی جائے گی اور ملزم سے پوچھا جائے گا کہ کیا وہ عائد کیے گئے الزام جرم کا اعتراف کرتا ہے یا مقدمہ چلانے کے لئے تیار ہے۔"

.18 الزام تراشی کا مقصد ملزم کو الزام سے آگاہ کرنا، صاف واضح اور صحیح نوعیت سے آگاہ کرنا ہے جس سے ملزم کو مقدمے کی سماعت کے دوران سامنا کرنا پڑتا ہے دیکھیں: 1980 میں سی۔ بی۔ آئی کے ذریعے وی۔ سی شکلا بمقابلہ ریاست میں اس عدالت کے چار ججوں کے بینچ کا فیصلہ۔ ضمیمہ ایس۔ سی۔ سی 92:1980 ایس سی سی (سی آر آئی) 695)

.19 مقدمہ سپردگی معاملہ، وارنٹ معاملہ یا پروانہ طلبی معاملہ ہو سکتا ہے، نقطہ یہ ہے کہ الزام عائد کرنے سے پہلے باری النظر کیس بنا دینا چاہیے۔ بنیادی طور پر، سی آر پی سی میں دفعات کے تین جوڑے ہوتے ہیں۔ وہ دفعہ 227 اور 228 ہیں جو سپردگی سمات سے متعلق ہیں؛ دفعہ 239 اور 240 جو وارنٹ کے مقدمات کی سماعت سے متعلق ہیں، او دفعہ 245 (1) اور (2) طلبی پروانہ معاملہ کی سماعت سے متعلق ہیں۔

.20 سی آر پی سی کی دفعہ 226، وقت گزرنے کے ساتھ فراموش ہو گئی ہے۔ سی آر پی سی کی دفعہ 226 کی توضیعات کے بارے میں ہماری سمجھ یہ ہے کہ عدالت کے ملزم کے خلاف الزام تراشی کے لیے آگے بڑھنے سے پہلے، پبلک پراسیکیوٹر کا فرض ہے کہ وہ پراسیکوشن کے معاملے کے حوالے سے عدالت کے سامنے ایک منصفانہ خلاصہ پیش کرے۔

.21 یونین آف انڈیا بمقابلہ پرفل کمار سال اور دوسرے، (1979) 3 ایس سی سی 4 کے معاملے میں اس عدالت نے، الزامات کی تشکیل کے سوال پر غور کرتے ہوئے ایک جج جانچ کے لئے درکار ہے۔ ایک مکمل سروے کے بعد قانونی نقطہ نظر سے، اس عدالت نے فیصلے کے پیراگراف 10 میں درج ذیل اصول طے کیے: (1) کہ جج ضابطہ کی دفعہ 227 کے تحت عائد کردہ الزامات کے سوال پر غور کرتے ہوئے، کے پاس ثبوت کی چھان بین اور وزن کرنے کا بلاشبہ اختیار حاصل ہے۔ کہ آیا ملزم کے خلاف بادی النظر کیس بنایا گیا ہے یا نہیں (2) کیا عدالت کے سامنے رکھے گئے مواد ملزم کے خلاف سنگین شکوک وشبہات کا انکشاف کرتے ہیں جس کی پوری طرح سے وضاحت نہیں کی گئی ہے، عدالت سماعت کارروائی کرے اور الزام وضع کی حقدار ہوگی۔ (3) بادی النظر معاملے کا تعین کرنا فطری طور پر ہر کیس کے حقائق پر منحصر ہوگا اور عالمگیر اطلاق

کا اصول طے کرنا مشکل ہے۔ تاہم اگر مجموعی طور پر دونظریات یکساں طور پر ممکن ہیں اور جج مطمئن ہے کہ اس کے سامنے پیش کردہ ثبوت ملزم کے خلاف کچھ شکوک وشبہات کو جنم دیتے ہے لیکن سنگین شکوک وشبہات کو جنم نہیں دیتے ہیں، تو وہ ملزم کو دائرہ اختیار میں رہ کر بری کرنے لئے جواز رکھتا ہے۔

(4) کہ ضابطہ کی دفعہ 227 کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے جج جو موجودہ ضابطہ کے تحت ایک سینئر اور تجربہ کار جج ہے، محض پوسٹ آفس یا پراسکوشن کی طرف سے بولنے والئے کے طور پر کام نہیں کرسکتا، بلکہ اسے معاملے کے وسیع امکانات، عدالت کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں اور دستاویزات کے کل اثر، کیس میں ظاہر ہونے والی کسی بھی بنیادی کمزوریوں وغیرہ پر غور کرنا ہوگا۔ تاہم اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ جج پس وپیش کی باری باری تحقیقات کرنی چاہئیں اور ثبوتوں کی جانچ اس طرح کرنا چاہیے کہ جیسے کہ وہ مقدمہ چلارہا ہو۔ .22"اس عدالت کے کئی دوسرے فیصلے ہیں جو ایک فوجداری مقدمے میں الزامات عائد کرنے کے سلسلے میں عدالت کے اختیارات کے دائرہ کار کو بیان کرتے ہیں، ان میں سے ایک دیپک بھائی جگدیش چندر پٹیل بمقابلہ ریاست گجرات، (2019)16 ایس سی سی 547 ہے، جس میں فرد جرم عائد کرنے اور خارج کرنے سے متعلق قانون پر پیراگراف 15 اور 23 میں تفصیل سے تبادلہ خیال کیا گیا ہے اور ان کو ذیل میں پیش کیا گیا ہے:

.15"ہم منافع بخش طور پر، اس سلسلے میں، ریاست بہار بمقابلہ رمیش سنگھ میں اس عدالت کے فیصلے کا حوالہ دے سکتے ہیں جس میں اس عدالت نے فرد جرم عائد کرنے اور کرنے خارج کرنے سے متعلق اصولوں کو درج ذیل بیان کیا ہے:

.4"۔ دفعہ 227 اور 228 کو ایک ساتھ مل کر آمنے سامنے پڑتے ہوئے، جیسا کہ وہ ہئں، یہ واضح ہوگا کہ مقدمے کے ابتدائی اور پہلے مرحلے میں ثبوت کی سچائی، صداقت اور اثر جو پراسیکیوٹر پیش کرنے کی تجویز کرتا ہے، کا باریک بینی سے فیصلہ نہیں کیا جانا چاہیے۔ نہ ہی ملزم کے ممکنہ دفاع پر کوئی زور دیا جانا چاہیے۔ مقدمے کے اس مرحلے پر جج کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ کسی بھی حساس توازن تفصیل اور سچائی پر غور کرے آیا حقائق، اگر ثابت ہو جائیں تو، ملزم کی بے گناہی سے غیر مطابقت رکھتے ہوں گے یا نہیں۔ جانچ اور فیصلے کا معیار جو آخر کار ملزم کے جرم یا بصورت دیگر کے بارے میں نتیجہ ریکارڈ کرنے سے پہلے اختیار کرنے کو ضابطہ کے دفعہ 227 یا دفعہ 228 کے تحت معاملے کا فیصلہ کرتے وقت بلکل لاگو نہیں ہونا ہے۔ اس مرحلے پر عدالت کو یہ دیکھنا نہیں ہے کہ آیا ملزم کی سزا کے لیے کافی بنیاد موجود ہے یا آیا پراسکوشن کو یقین ہے کہ سماعت کے ختم ہونے پر سزا ہونا یقینی ہے۔ ملزم کے خلاف سخت شک ہو، اور اگر معاملہ شک کے دائرے میں رہتا ہے، تو مقدمے کے اختتام پر اس کے جرم کے ثبوت کی جگہ نہیں لے سکتا۔ لیکن ابتدائی مرحلے میں اگر کوئی مضبوط شک ہے جو عدالت

کو یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ یہ فرض کرنے کی بنیاد موجود ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہے تو عدالت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ ملزم کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے کافی بنیاد نہیں ہے۔ملزم کے جرم کا مفروضہ جو ابتدائی مرحلے میں اخذ کیا جاتا ہے، فرانس میں فوجداری مقدمات میں استعمال قانون جیسا نہیں ہے جہاں ملزم کو تب تک مجرم سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کے برعکس ثابت نہ ہو جائے۔لیکن یہ صرف بادی النظر میں طے کرنے کے مقصد کے لیے ہے کہ عدالت کو مقدمے کی سماعت لینی چاہیے یا نہیں۔اگر وہ ثبوت جو پراسیکیوٹر ملزم کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے پیش کرنے کی تجویز کرتا ہے، چاہے اسے جانچ میں چیلنج کرنے سے پہلے مکمل طور پر قبول کر لیا جائے یا دفاعی ثبوت، اگر کوئی ہو، سے انکار کیا جائے، یہ ظاہر نہیں کرسکتا کہ ملزم نے جرم کیا ہے، تو مقدمے کی سماعت آگے بڑھنے کے لیے یہ کافی بنیاد نہیں ہوگی۔

اگر ملزم کے جرم یا بے گناہی کے پیمانے مقدمے کے اختتام پر بھی کچھ برابر ہیں، تو، شبہ کے فائدے کے مدنظر یہ مقدمہ اس کے بری ہونے پر ختم ہونا ہے۔لیکن اگر، دوسری طرف، دفعہ 227 یا دفعہ 228 کے تحت حکم دینے کے ابتدائی مرحلے میں ایسا ہے، تو ایسی صورت حال میں عام طور پر اور عام صورت میں جو حکم دیا جانا ہے وہ دفعہ 228 کے تحت ہوگا نہ کہ دفعہ 227 کے تحت۔"" .23اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق فرد جرم تیار کرنے کے مرحلے پر، عدالت سے جو توقع کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ محض پوسٹ آفس کے طور پر کام نہیں کرتی ہے۔عدالت کو درحقیقت اپنے سامنے موجود مواد کی چھان بین کرنی چاہیے۔ چھان بین کیا جانے والا مواد وہ مواد ہوگا جو پراسکوشن کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے اور اس پر انحصار کیا جاتا ہے۔ چھان بین اس لحاظ سے باریک بینی سے نہیں ہونی چاہیے کہ عدالت مکمل مقدمے کی سماعت اور تمام شواہد پیش کیے جانے کے بعد دلائل سننے والے ٹرائل جج کی ذمہ داری سنبھالتی ہے اور سوال یہ نہیں ہے کہ آیا پراسکوشن نے ملزم کی سزا کے لیے کیس پیش کیا ہے یا نہیں۔بس اتنا درکار ہے کہ عدالت مطمئن ہونی چاہیے کہ دستیاب مواد سے، ملزم کے خلاف سماعت پیش کی جاسکتی۔ایک پختہ شک کافی ہے۔تاہم، کچھ مواد پر ایک پختہ شک کی بنیاد ہونی چاہیے۔مواد ایسا ہونا چاہیے جس کو مقدمے کے دوران ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے۔جج کے ذاتی اخلاقی تصورات اور اطمینان کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہو۔ پختہ شک وہ شک ہونا چاہیے جو کسی ایسے مواد پر مبنی ہو جو عدالت کے سامنے خود بادی النظر میں وضاحت کرے کہ ملزم نے جرم کیا ہے۔"

.23 سجن کمار بمقابلہ سی بی آئی [(2010) 9ایس سی سی 368 میں:(2010)3ایس سی سی (سی آر آئی)(1371]، اس عدالت کی دفعہ 227 اور 228 سی آر پی سی کے وسعت پر غور کرنے کا موقع ملا۔وہاں سے ابھرنے والے اصولوں کو پیراگراف 21 میں درج ذیل نوٹ کیا گیا ہے:(ایس سی سی پی پی۔(77-376)21"۔ضابطے کی دفعہ 227 اور 228

کے دائرہ کار کے بارے میں حکام کے غور وفکر پر، درج ذیل اصول سامنے آتے ہیں:

(i) جج دفعہ 227 سی آر پی سی کے تحت فرد جرم عائد کرنے کے سوال پر غور کرتے ہوئے محدود مقصد کے لیے کہ ملزم کے خلاف بادی النظر میں مقدمہ بنتا ہے یا نہیں، اوراس کے پاس ثبوتوں کی چھان بین کرنے کا بلا شبہ اختیار ہے۔بادی النظر کیس ہونے کا تعین جانچ کردہ ہر ایک کیس کے حقائق پر انحصار ہوگا۔

(ii) (2) جہاں عدالت کے سامنے رکھے گئے مواد ملزم کے خلاف سنگین شکوک وشبہات کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی مناسب وضاحت نہیں کی گئی ہے، عدالت فرد جرم وضع کرنے اور مقدمے کی سماعت کو ساتھ آگے بڑھانے میں مکمل طور پر مجاذ ہوگی۔

(iii) عدالت محض ڈاک خانے یا پراسکوشن کی مرضی کے طور پر کام نہیں کر سکتی بلکہ اسے مقدمے کے وسیع امکانات، عدالت کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں اور دستاویزات کے کل اثرات، کسی بھی بنیادی کمزوریوں وغیرہ پر غور کرنا ہوتا ہے۔تاہم، اس مرحلے پر، معاملے کے فائدے اور نقصانات کی باری باری تحقیقات نہیں کی جاسکتی اور ثبوتوں کی جانچ اس طرح نہیں کیا جاسکتا جیسے کہ وہ مقدمہ چلا رہا ہو۔

(iv) اگر ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر عدالت یہ رائے دے سکتی ہے کہ ہوسکتا ہے ملزم نے جرم کیا ہو، تو وہ الزام عائد کرسکتا ہے، حالانکہ ملزم ٹھہرنے کے لیے شک سے بالاتر ہو کے اس کو ثابت کرنا ضروری ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہے۔

(v) الزامات عائد کرنے کے وقت، ریکارڈ پر موجود مواد کی جانچ پڑتال نہیں کی جاسکتی لیکن الزام عائد کرنے سے پہلے عدالت کو ریکارڈ پر رکھے گئے مواد پر عدالتی فہم سے دیکھنا چاہیے اور اس بات سے مطمئن ہونا چاہیے کہ ملزم کی طرف سے جرم کرنا ممکن تھا۔

(vi) دفعہ 227 اور 228 کے مرحلے پر، عدالت کو ریکارڈ پر موجود مواد اور دستاویزات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ آیا بظاہر سامنے آنے والے حقائق جو مبینہ جرم کے تمام اجزاء کو ظاہر کرتے ہیں۔اس محدود مقصد کے لیے، ثبوتوں کی چھان بین کریں کیونکہ اس ابتدائی مرحلے پر یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ پراسکوشن جو کچھ بھی سچائی کے طور پر بیان کرتا ہے اسے قبول کرنا چاہیے اگرچہ وہ عقل عامہ یا مقدمے کے وسیع امکانات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

(vii) اگر دو نظریات ممکن ہیں اور ان میں سے ایک صرف شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہے، جیسا کہ سنگین شکوک وشبہات سے علیحدہ ہے، تو ٹرائل جج کے پاس ملزم کو بری کرنے کا اختیار ہوگا اور اس مرحلے پر، اسے یہ دیکھنے کا اختیار نہیں ہے کہ آیا مقدمہ کے آخر میں ملزم کو بری الجرم یا اثبات جرم ٹھہرایا جائے گا۔"

.24اس عدالت نے ریاست بمقابلہ ایس سیلوی، (2018) 13 ایس سی سی 455 (2018) 3 ایس سی سی (سی آر آئی) 710: ،اس کے بعد وکرم جوہار بمقابلہ ریاست اتر پردیش، (2019) 14 ایس سی سی 207 :2019 ایس سی سی آن لائن ایس سی 609: (2019) 6 سکیل 794 میں اس موضوع پر قانون کی وضاحت پر مزید غور کیا ہے

.25 اسم شریف بمقابلہ قومی تحقیقاتی ایجنسی، (2019) 7 ایس سی سی 148 کے معاملے میں، یہ عدالت، جس میں ہم میں سے ایک (اے ایم خان ولکر، جج) فریق تھا، نے طویل بیان میں اظہار کیا ہے کہ ٹرائل کورٹ سے ریکارڈ پر موجود ثبوتوں کو ترتیب دینے کے مقصد سے مختصر سماعت منعقد کرنے کی توقع نہیں ہے۔ہم متعلقہ مشاہدات کا حوال بذیل درج کرتے ہیں: .18 "اس عدالت کی طرف سے مقرر کردہ موضوع پر قانون کی وضاحت کو مدنظر رکھتے ہوئے، یہ طے کیا گیا ہے کہ جج سپردگی معاملات میں دفعہ 227 سی آر پی سی کے تحت فرد جرم عائد کرنے کے سوال پر غور کرتے ہوئے (جو وارنٹ کے معاملات سے متعلق دفعہ 239 سی آر پی سی کے مترادف ہے) ملزم کے خلاف بادی النظر کیس بنایا گیا ہے یا نہیں، ثبوتوں کی چھان بین اور سچائی جانے کا مقصد کہ آیا یقینی اختیار رصاصل ہے۔کیا عدالت کے سامنے رکھا گیا مواد ملزم کے خلاف سنگین شکوک وشبہات کا انکشاف کرتا ہے جس کی مناسب وضاحت نہیں کی گئی ہے، عدالت فرد جرم عائد کرنے پر مکمل طور پر مختار ہوگی۔ بڑے پیمانے پر اگر دو نظریات ممکن ہیں اور ان میں سے ایک صرف شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے، جیسا کہ ملزم کے خلاف سنگین شکوک وشبہات سے الگ ہے، 3 2018 (13) ایس سی سی (6) 2019 4 455 سکیل 794 ٹرائل جج اس سے بری کرنے پر قادر ہوگا اس طرح یہ واضح ہے کہ دفعہ 227 سی آر پی سی کے تحت دائر کردہ خارجی کے لئے درخواست کی جانچ کرتے وقت، ٹرائل جج سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس بات کا تعین اپنی دانائی کا استعمال کرکے کرے کہ آیا مقدمے کی سماعت کے لئے کیس تیار کیا گیا ہے یا نہیں۔ یہ سچ ہے کہ اس طرح کی کارروائی میں عدالت کو ریکارڈ پر موجود ثبوتوں کو ترتیب دینے کیلئے مختصر سماعت قائم نہیں کرنی چاہیے۔" (زور دیا گیا)

.26 ریاست کرناٹک بمقابلہ ایم آر ہیریمٹھ کے معاملے میں، جس کی رپورٹ (2019) 7 ایس سی سی 515 میں دی گئی ہے، اس عدالت نے مندرجہ ذیل فیصلہ دیا: .25 "ہائی کورٹ کو اس حقیقت سے آگاہ ہونا چاہیے تھا کہ ٹرائل کورٹ سی آر پی سی کی دفعہ 239 کی دفعات کے تحت خارجی کرنے کی درخواست پر غور کر رہی تھی۔ کچھ اصول جن کے تحت اس دائرہ اختیار سے اس عدالت کے کئی فیصلوں میں پایا گیا ہے۔ کہ یہ قانون کا ایک طے شدہ اصول ہے کہ خارجی درخواست پر غور کرتے وقت عدالت کو اس مفروضے پر آگے بڑھنا چاہیے کہ پراسکوشن کی طرف سے ریکارڈ میں لایا گیا مواد درست ہے اور اس مواد کا جائزہ لیں تاکہ اس بات کا تعین کیا جاسکے کہ آیا مواد سے سامنے آنے والے حقائق، جو اس کی ظاہر کردہ بنیاد پر لیے گئے ہیں،

جرم کی انجام دہی، کے لیے ضروری اجزاء ک ثابت ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔ ریاست تامل ناڈو بمقابلہ این سریش راجن، (2014) 11 ایس سی سی 709، اس موضوع پر پہلے کے فیصلوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے، اس عدالت نے فیصلہ دیا: (ایس سی سی پی پی۔ 72122، پیرا 29) .29 "اس مرحلے پر، مواد کے استدلال پزیر خاصیت پر غور کرنا ہوگا اور عدالت سے توقع نہیں کی جاتی ہے کہ وہ معاملے کی گہرائی میں جائے اور یہ مانے کہ مواد کے بنا پر فرد جرم عائد نہیں کیا جائے گا۔ ہماری رائے میں، جس چیز پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ آیا یہ فرض کرنے کی کوئی بنیاد ہے کہ جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے نہ کہ ملزم کو سزا دینے کیلئے کوئی بنیاد بنائی گئی ہے۔ دوسرے الفاظ میں، اگر عدالت یہ سوچتی ہے کہ ملزم نے ریکارڈ میں موجود استدلالی مواد کی بنیاد پر اس جرم کا ارتکاب کیا ہے، تو وہ الزام طے کرسکتی ہے؛ جبکہ سزا کے لیے عدالت کو اس نتیجے پر پہنچنا ہوگا کہ ملزم نے جرم کیا ہے۔ قانون اس مرحلے پر مختصر سماعت کی اجازت نہیں دیتا ہے۔"

.27 اس طرح مذکورہ بالا سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ٹرائل کورٹ کو یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ فرد جرعائد کرتے وقت اپنی ذہنیت سے کام لے اور اسے محض پوسٹ آفس کے طور پر کام نہیں کرنا چاہیے۔ پولیس کی طرف سے پیش کردہ فرد جرم پر توثیق اپنے دماغ کو استعمال کیے بغیر اور اپنی رائے کی تائیدی میں مختصر وجوہات درج کیے بغیر ہے، قانون کے مطابق قابل قبول نہیں ہے۔ تاہم فرد جرم پیش کرتے وقت عدالت کے ذریعے جس مواد کا جائزہ لینا ضروری ہے وہ ایسا مواد ہونا چاہیے جس کو پراسکوشن کے ذریعے پیش کیا گیا ہو اور اس پر اعتبار ہو۔ اس طرح کے مواد کی چھان بین اتنی باریکی سے نہیں کی جانی چاہیے کہ اس عمل کو ملزم کے جرم یا اس کے برعکس کا پتہ لگانے کے لیے ایک مختصر مقدمہ بنا دیا جائے۔ اس مرحلے پر صرف اتنا درکار ہے کہ عدالت مطمئن ہونا چاہیے کہ پراسکوشن کی طرف سے جمع کردہ ثبوت یہ فرض کرنے کے لیے کافی ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک پختہ شک بھی معقول ہوگا۔ بلاشبہ، اس مواد کے علاوہ جو اس پرسکوشن کی طرف سے سی آر پی سی کی دفعہ 173 کے لحاظ سے حتمی رپورٹ کی شکل میں عدالت کے سامنے رکھا جاتا ہے، عدالت دوسرے ثبوت یا مواد پر بھی اعتبار کرسکتی ہے جو بہترین معیار کا ہو اور جس کا براہ راست اثر پراسکوشن کی طرف سے اس کے سامنے رکھے گئے الزام پر ہو۔ (دیکھیں: بھاونا بھائی بمقابلہ گھنشیام، (2020) 2 ایس سی سی 217)۔

.28 امیت کپور بمقابلہ رمیش چندر، (2012) 9 ایس سی سی 460 میں، اس عدالت نے پیراگراف 30 میں مشاہدہ کیا کہ مجلس قانون سازیہ نے اپنی دانشمندی سے یہ جملہ استعمال کیا ہے کہ "یہ فرض کرنے کی بنیاد موجود ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہے"۔ اس کے اندر ہی فرض کرنے کیلئے دلیل موجود ہے۔ اس نے ریاست مہاراشٹر بمقابلہ سوم ناتھ تھاپا اور دیگر، (1996) 4 ایس سی سی 659 کے معاملے میں پیش کیے گئے اپنے فیصلے کا حوالہ دیا، اور لفظ "مفروضہ" کے معنی کا حوالہ دیا،

جس میں بلیکز لا ڈکشنری پر انحصار کرتے ہوئے، اس کی تعریف "ممکنہ ثبوتوں پر یقین کرنا یا قبول کرنا"؛ "اس وقت تک سچ کے طور پر مان لینا جب تک کہ اس کے برعکس ثبوت سامنے نہ آئے۔" دوسرے لفظوں میں، معاملے کی سچائی کو اس وقت سامنے آنا ہے جب پرسکوشن کے ثبوت پیش کیے جاتے ہیں، دفاع کے ذریعہ گواہوں کے بیان لئے جاتے ہیں اور ضابطہ کی دفعہ 313 کے مطابق ملزم کے سامنے مجرمانہ مواد اور ثبوت سامنے رکھ کر ملزم کو دفاع کا موقع فراہم کیا جاتا ہے، اگر کوئی ہو۔ اس طرح کے اقدامات کی تکمیل کے بعد ہی مقدمے کی سماعت عدالت کی طرف سے اپنی حتمی رائے قائم کرنے اور اپنا فیصلہ سنانے کے ساتھ ختم ہوتی ہے۔

.29 سماعت عدالت نے اس معاملے میں کیا کیا؟ ہمارے ذہن میں کوئی شک نہیں ہے کہ ٹرائل کورٹ کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ریکارڈ پر موجود ثبوتوں کو ترتیب دیتے ہوئے ایک مختصر سماعت قائم کی تھی۔ سماعت عدالت نے ملزم افراد کو قتل کے جرم سے بری کرنا مناسب سمجھا اور صرف ریکارڈ پر موجود طبی ثبوتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آئی پی سی کی دفعہ 304 کے تحت قتل انسان مستلزم سزا کے لئے فرد جرم کا عائد کیا۔ ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ ہائی کورٹ کو بھی اس حقیقت سے قائل کیا گیا کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں متوفی کی موت کی وجہ "کارڈیو ریسپریٹری فیلیر" بتائی گئی ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا متوفی پر ہونے والے مبینہ حملے سے کوئی تعلق ہے۔ ٹرائل کورٹ کا اس طرح کا نقطہ نظر درست نہیں ہے اور اسے قانون میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ، بذات خود، مثبت ثبوت نہیں ہے۔ کیا "کارڈیو ریسپریٹری فیلیر" کا زیر بحث واقعے کے ساتھ کوئی تعلق تھا، اس کا تعین چشم دید گواہوں کے ساتھ ساتھ متعلقہ طبی افسر یعنی ماہر گواہ کے زبانی ثبوت کی بنیاد پر کرنا ہوگا جس سے پراسیکیوشن اپنے گواہوں میں سے ایک کے طور پر جانچ کر سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، کیا موت کی وجہ ملزم افراد کے ذریعے متوفی پر کیے گئے مبینہ حملے سے کوئی تعلق ہے، اس کا تعین چشم دید گواہوں اور ماہر گواہ کے زبانی ثبوتوں کے ساتھ ساتھ ریکارڈ پر موجود دیگر مثبت ثبوتوں کی بازیافت کے بعد ہی کیا جا سکتا تھا۔ ڈاکٹر کا پوسٹ مارٹم رپوٹ اس کا پچھلا بیان ہے جو لاش کے معائنے پر مبنی ہے۔ یہ ٹھوس ثبوت نہیں ہے۔ عدالت میں ڈاکٹر کا بیان ہی واحد ٹھوس ثبوت ہے۔ پوسٹ مارٹم ریپوٹ کا استعمال صرف دفعہ 157 کے تحت اس کے بیان کی تصدیق کرنے، یا دفعہ 159 کے تحت اس کی یادداشت کو تازہ کرنے، یا شہادت ایکٹ 1872 کی دفعہ 145 کے تحت گواہ خانے میں اس کے بیان کی تردید کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ عدالت کی مدد کے لیے ماہر کے طور پر بلایا گیا طبی گواہ حقیقت میں گواہ نہیں ہوتا ہے اور طبی افسر کی طرف سے دیا گیا ثبوت واقعی ایک مشاورتی نوعیت کا ہوتا ہے جو جانچ میں پائی جانے والی علامات کی بنیاد پر دیا جاتا ہے۔ ماہر گواہ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اعداد و شمار سمیت تمام مواد عدالت کے سامنے رکھے جس میں وہ کسی نتیجے پر پہنچا ہوا اور عدالت کو سائنس کی

شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے کیس کے تکنیکی پہلو سے روشناس کرے تاکہ عدالت اگرچہ کوئی ماہر نہیں ہے پر ماہر کی رائے کو مناسب احترام دینے کے بعد ان مواد پر اپنا فیصلہ تشکیل دے سکے کیونکہ ایک بار ماہر کی رائے قبول ہو جانے کے بعد یہ طبی افسر کی رائے نہیں بلکہ عدالت کی رائے ہوتی ہے۔

.30 پراسکوشن کو متعلقہ طبی افسر کے ذریعے پوسٹ مارٹم رپورٹ سمیت تمام متعلقہ حقائق اور ماہر کی رائے حاصل کر کے زبانی ثبوت کو ثابت کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے تھا۔ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ ہائی کورٹ کی جانب سے کسی نتیجے پر پہنچنا قبل از وقت تھا کہ چونکہ پوسٹ مارٹم رپورٹ میں کوئی سنگین چوٹ نہیں پائی گئی تھی، اس لیے " کارڈیوریسپریٹری فیلیر " کی وجہ سے متوفی کی موت کا زیر بحث واقعے سے کوئی تعلق نہیں کہا جاسکتا۔

.31 چاہے معاملہ آئی پی سی حصہ 2 دفعہ 302 یا 304 کے تحت آتا ہے، ٹرائل کورٹ کے ذریعے فیصلہ تمام زبانی ثبوتوں کے جائزے کے بعد ہی لیا جاسکتا تھا جس کی قیادت پراسکوشن کے ساتھ ساتھ دفاع بھی کرسکتا تھا، جو بھی ریکارڈ میں ہوتا ۔بالآخر، مقدمے کے اختتام پر ریکارڈ پر موجود تمام ثبوتوں کو پرکھنے کے بعد، ٹرائل کورٹ ایک یا دوسرا نظریہ لے سکتی ہے یعنی چاہے وہ قتل کا معاملہ ہو یا انسانی قتل مستلزم سزا کا معاملہ۔لیکن فرد جرم پیش کرنے کے مرحلے پر، ٹرائل کورٹ محض ریکارڈ پر موجود پوسٹ مارٹم رپورٹ پر انحصار کرتے ہوئے اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ ہائی کورٹ نے بھی ٹرائل کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم میں اس طرح کی بنیادی کمزوری کو نظرانداز کیا اور اس کے حکم نامہ کی تصدیق کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

.32 اب ہم اس مسئلے پر ایک مختلف زاویے سے غور کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ یہ قانون کا ایک طے شدہ موقف ہے کہ فوجداری مقدمے میں پراسکوشن صرف ٹرائل کورٹ کے ذریعے پیش کئے گئے فرد جرم کے مطابق ثبوت پیش کرسکتا ہے۔ اگر کوئی سخت فرد جرم پیش نہیں کیا گیا ہے جس کے لیے ثبوت موجود ہیں، ملزم یہ فرض کرنے کا حقدار ہے کہ اسے صرف اس کم تر فرد جرم کے سلسلے میں اپنا دفاع کرنے کے لیے کہا گیا ہے جس کے لیے اس پر الزام لگایا گیا ہے۔اس کے بعد اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ان جرائم سے متعلق ثبوتوں کو پورا کرے جن کا اس پر الزام عائد نہیں کیا گیا ہے۔ اسے صرف لگائے گئے فرد جرم کا جواب دینا ہے۔ضابطہ کے مطابق اسے پراسکوشن کی قیادت میں تمام ثبوتوں کا دفاع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے صرف فرد جرم سے متعلق ثبوتوں کی تردید کرنی ہے۔ پراسکوشن کا مقدمہ لازمی طور پر فرد جرم تک محدود ہوتا ہے۔ یہ مقدمے کی بنیاد بناتا ہے جو اس سے شروع ہوتا ہے اور ملزم جائز طور پر اپنے خلاف فرد جرم کے موضوع پر توجہ مرکوز کرسکتا ہے۔ اسے ان جرائم کے حوالے سے گواہوں کے بیانات لینے کی ضرورت نہیں ہے جن کا اس پر الزام نہیں ہے اور نہ ہی اس طرح کے الزامات کے سلسلے میں دفاع میں کوئی ثبوت دینے کی ضرورت ہے۔

33. ایک بار جب ٹرائل کورٹ کسی ملزم شخص کو آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرم سے بری کرنے کا فیصلہ کرتی ہے اور آئی پی سی حصہ 2 کی دفعہ 304 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے کم تر فرد جرم پیش کرنے کے لیے آگے بڑھتی ہے، تو اس کے بعد پراسکوشن اس حالت میں نہیں ہوگا۔ کہ وہ پیش کئے گئے فرد جرم سے باہر کوئی ثبوت پیش کریں۔ دوسری صورت میں، پراسکوشن اس کے بعد صرف قتل انسان مستلزم سزا کا معاملہ قائم کرنا ہے نہ کہ قتل کا۔ دوسری طرف، اگر ٹرائل کورٹ پراسکوشن کی طرف سے پیش کردہ کیس کے مطابق آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت فرد جرم عائد کرنے کے لیے بھی آگے بڑھتا ہے، تب بھی ملزم مقدمے کے اختتام پر عدالت کو قائل کرنے کے لیے آزاد ہے کہ معاملہ صرف آئی پی سی کی دفعہ 304 کے تحت قتل انسان مستلزم سزا کے دائرے میں آتا ہے۔ ایسے حالات میں، موجودہ کیس کے حقائق میں، استغاثہ کو مناسب ثبوت پیش کرنے کی اجازت دینا زیادہ اچھا ہوگا جو اس کے ابتدائی کیس کے چارج شیٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ بعض اوقات ٹرائل کورٹ کا ایسا نقطہ نظر زیادہ معقول اور سمجھدار ثابت ہوسکتا ہے۔

34. مذکورہ بحث کے پیش نظر، ہائی کورٹ کے حکم کے ساتھ ساتھ ٹرائل کورٹ کے حکم کو بھی کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

35. نتیجے کے طور پر، یہ اپیل کامیاب ہو جاتی ہے اور اسے منظوری دی جاتی ہے۔ ہائی کورٹ اور ٹرائل کورٹ کے ذریعے جاری کردہ احکامات کو اس طرح کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ ٹرائل کورٹ اب اس عدالت کے مشاہدات کو ذہن میں رکھتے ہوئے قانون کے مطابق فرد جرم پیش کرنے کا نیا حکم جاری کرے گی۔

36. ہم واضح کرتے ہیں کہ ہم نے بصورت دیگر مقدمے کی حقیقی کیفیت پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی ہے۔ اس فیصلے کے مشاہدات بالکل بادی النظر میں اور صرف اس مقصد کے لیے مفید ہیں کہ ملزم افراد کو آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا قتل کے جرم سے بری کرنے کے حکم کی قانونی حیثیت اور جواز کا فیصلہ کیا جائے۔ ہم ایک بار پھر سے واضح کرتے ہیں کہ بالآخر مقدمے کی سماعت کے اختتام پر جرم کی نوعیت کے حوالے سے مناسب فیصلہ لینا ٹرائل کورٹ کا کام ہے۔

جج۔

(اے۔ ایم۔ کھنولکر)۔۔جج۔

(ابھے ایس اوکا)۔ جج۔

(جے بی پارڈیوالا) نئ دہلی؛

26 جولائی 2022